شاہ سلیمان پھلواروی ؒ

عبد العزیز خطیب رحمانی شاذلی

انسان مجموعہ ہے، جسم، عقل، اور روح کا، ان میں سے ہر ایک کے کچھ تقاضے اور مطالبات ہیں، جسم انسانی کو تغذیہ اور حیاتینی اجزاء کی ضرورت ہے، عقل یا ذہن کو صحت مند اور توانا خیالات و احساسات کی حاجت ہے، اور روح آدمیت کو ایک غیر مرئی قوت، قدرت کاملہ سے رابطہ استوار و مضبوط کرنے کی احتیاج ہے، تاکہ انسانی شخصیت کی تشکیل و تعمیر باحسن وجوہ ہوسکے۔

اس کے علاوہ انسانی وجود اور اس کی ساخت و پرداخت میں عناصر تکوینی جمادات حیوانات اور نباتات کا بھی عمل دخل ہے، بعض اوقات ہمارے مشاہدہ میں آتا ہے کہ ایک انسان اپنی بےاعتدالی سے ذہنی مریض ہوکر جمود اور تعطل کا شکار ہوجاتا ہے، حالانکہ قدرت نے اسے غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا ہے، لیکن اپنی کج فہمی، اور کجروی کی بناء پر وہ جمود و تعطل کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے، یہ جمادات کا خاصہ ہے، کہ جمادات کے مانند ایسا انسان بے حس اور خودغرض ہو جاتا ہے، نیز انسانی جسم کی نشوونما نباتات کے مانند پروان چڑھتی ہے، وہ شگوفے کی طرح پھوٹتا، پھل کی طرح پھلتا، اور پھول کی مثال پھولتا ہے، اور زندگی کے مختلف مراحل طے کرتا ہوا، پھول کی طرح کمہلاتا ہے اور آخر میں مرجھا جاتا ہے، کل نفس ذائقۃ الموت۔

انسان کے "حیوان ناطق" ہونے پر سبھی کا اتفاق ہے، اس کے حیوانی و عقلی تقاضے و حیوانی سطح سے بلند زندگی بسر کرنے کا بھی مطالبہ ہے

کہ وہ حیوانی یا جنسی جذبہ سے تعمیر لو یا تناسل و توالد کا کام لیتا ہے شریعت کی روشنی میں عقد و نکاح کے ضابطے اسے انسانی شرف و فخر سے ہم کنار کرتے ہیں، خلاف شرع، راستے زنا اور وقتی ناجائز تعلقات اسے اعلیٰ انسانی سطح سے گرا کر اسفل السافلین کے قعر مذلت میں جا پہنچتے ہیں

جہاں تک انسانی روح کی معراج اور ارتقاء کا تعلق ہے تو اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے، کہ جسم، عرض ہے اور روح جوہر ہے اور انسان کے وجود کا انحصار ذات ''ھوالحی القیوم'' پر ہے، لہٰذا اللہ سے رابطہ اور تعلق نیز ان کا ذکر ہی سکون خاطر اور اطمینان قلب کا موجب ہے ورنہ والعصران لفی خسر۔ عقل اور علم انسانی محدود، ناقص اور نامکمل ہے، عقل بے مایہ امامت اور قیادت کی سزاوار نہیں، عقل اگر شتر بے مہار رہے تو یہ ''شرار بولہبی'' کی آئینہ دار ہے، اور یہ ''ابلیسی عقل'' ہی ہے جس کا مزاج خاص تخریب، سلب و نہب اور شر و فتنہ انگیزی نیز خود غرضی، خودبینی، خود پسندی اور خود رائی پر مبنی ہے، اسی سے کفر و نفاق کے سوتے پھوٹتے ہیں، یہی سر چشمۂ ضلالت و گمراہی ہے، البتہ اگر یہی عقل انسانی، عقل ابلیسی کا روپ اور بظاہر خوبصورت روپ دھارنے کی بجائے عشق یا بقول علامہ اقبال وحیٔ حق کے تابع ہوجائے تو یہی دانش برہانی، عقل انسانی، دانش نورانی کے خوبصورت پیکر میں شاہراہ حیات کو اپنی تابناکیاں بخشتی ہے، اور زندگی فلنحیینہ، حیوۃً طیبۃً کا مصداق بن جاتی ہے، اور مرد مومن کو زمرۂ لایحزنون میں شرکت کا اعزاز مل جاتا ہے۔

یہ تمہید طولانی ممکن ہے قارئین ''فکر و نظر'' کے کچھ حساس طبائع کو ناگوار گزری ہو! (جس کے لئے معذرت خواہ تصور کیا جائے) راقم الحروف کو بھی ضرورت سے غیر اختیاری طور پر ظاہری علوم و فنون کی تعلیم و تکمیل کے بعد اولیاء الرحمٰن اور بزرگان اہل تمیز سے خاص حسن عقیدت و شیفتگی نیز ارادت

ہوئی تھی، جب سے ع خامہ انگشت بدندان ہے اسے کیا لکھئے ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے ع خام بدم پختہ شدم، سوختم، اپنی بے بضاعتی، بے مائیگی، سوختگی نہ ہونے کے باوجود خام ہونے کے احساس ندامت کے ساتھ جب بھی خامہ فرسائی کی توفیق ایزدی ملی ہے، درویشان خدامستہ مشائخ اولیاء اللہ کی شخصیات پر لکھا ہے، کہ ع

للناس فیما یعشقون مذاهب،

آج میں حضرت شیخ سید شاہ محمد سلیمان پھلواروی رحمتہ اللہ علیہ کی جامع عظیم شخصیت پر کچھ سطور رقم کرنے کی ہمت و جسارت کررہا ہوں

احب الصالحین و لست منهم ـ لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

گذشتہ دنوں ۱ شوال ۱۳۹۳ھ عیدالفطر کی مبارک تقریب پر اپنے مخدوم مرشدی حضرت مولینا السید ناصرالدین اسدالرحمن شاہصاحب قدسی قلندر اعلی اللہ تعالیٰ مقامہم (سابق آستانہ مبارک - بھوپال بھارت) (حال آستانہ - بھون ضلع جہلم) کی خدمت اقدس شرف باریابی کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے بہم پہنچایا، تو موصوف نے فرمایا کہ حضرت شاہ سلیمان پھلواروی رح ہمارے مرشد برحق تھے خانوادۂ چشتیہ، قادریہ نیز قلندریہ میں ہمیں ان سے شرف نسبت ہے ان کا تذکرہ باعث خیرو برکت ہے، اس لئے اپنی دنیا میں خوش بختی اور عقبیٰ میں خوش نصیبی کے لئے اولیاء اللہ کا ذکر خیر ہی اپنے لئے موجب فوز و فلاح نیز مغفرت ہے وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ۔

مرشدنا حضرت شاہ سلیمان پھلواروی رح کی من موہن اور پیاری شخصیت تھی۔ وہ اپنے عہد کے ایک امتیازی حیثیت اور غیر معمولی جامعیت کے قدسی نفس بزرگ تھے (۱)۔ عائلی و مذہبی نیز اسلامی سیاست کے مقتدر اعلیٰ رہنما (۲) نیز شریعت و طریقت کے امام، سحرالبیان خطیب، بذلہ سنج ادیب، مجسمۂ علم و عمل، ان کی عظیم شخصیت مسلمانان برعظیم کے لئے دینی پناہ گاہ کی حیثیت رکھتی

---

۱ - تہذیب الاخلاق ۱۳۱۲ھ۔

۲ - [illegible] کانپور ۱۹۳۹ء۔

تھی، ان کی ساری زندگی ملک و ملت کی خدمت و تعمیر میں بسر ہوئی، تقریباً ۱ ساٹھ سال تک سرزمین ہند کا گوشہ گوشہ ان کے دل گداز مواعظ سے گونجتا رہا، ان کی پوری زندگی گویا ۱۸۵۰ء سے ۱۹۳۵ء تک کے سارے ملکی ہنگامہ خیز نشیب و فراز قومی و ملی جدوجہد کی ایک مستقل تاریخ ہے(۱)۔

شاہ سلیمان پھلواروی رح کے اساتذہ میں ملک کے مشاہیر علماء، مولانا عبدالحی فرنگی محلی رح، شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رح، احمد علی سہارنپوری فاروق چڑیاکوٹی، مفتی میر عباس لکھنوی، حکیم عبدالحمید عظیم آبادی، سر فہرست ہیں، آپ زندگی بھر ایک جوان بخت محنتی طالبِ علم کی طرح علمی سرچشموں کتب خانوں سے اپنی علمی تشنگی بجھاتے رہے، شاہ صاحب رح ممدوح کے مرشدین، و مشائخ حضرت شاہ علی (حبیب نصر) پھلواروی رح۔ حضرت شاہ مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی۔ اور حضرت حاجی صاحب مولینا امداداللہ مہاجر مکی رح وغیرہ ہم ہیں۔ شاہ سلیمان صاحب رح تادم زیست بلکہ اپنی عمر کے آخری لمحات تک اپنے سلاسل طیبہ کے تمام معمولات کے سختی سے پابند رہے(۲)۔

شاہ صاحب رح موصوف کے ہم عصر قومی رفقاء، سرسید، جسٹس امیر علی، حالی، محسن الملک، وقارالملک، مہاراجہ محمودآباد، سرآغاخاں ثالث، شبلی نعمانی سید علی بلگرامی، مولانا سید احمد آروی، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا محمد حسین الہ آبادی، قاضی رضا حسین عظیم آبادی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، ہیں، حضرت شاہ پھلواروی رح کی خطابت اور تقریر نے برعظیم ہند کی ہر دینی ادبی، قومی، علمی اور فنی تحریکوں کے مراکز پر گونج پیدا کی۔

نیز موصوف کے شاگردوں، مسترشدین اور استفادہ کرنے والوں کی فہرست میں، سلیمان منصور پوری، سید سلیمان ندوی رح، علامہ اقبال رح، سر عبدالرحیم رح،

۱۔ عالم سلیمانی۔
۲۔ تذکرۂ جاوید۔

سر عبدالقادر، سر علی امام، سید عبدالعزیز، آزاد سبحانی، خواجہ حسن نظامی، سید جالب دهلوی، اور اس دور کے دوسرے خطیبوں مصنفوں اور اهل نظر کے نام آتے هیں، آپ کی شخصیت ان کا تبحر علمی اور وسعت نظر ان کی معنوی اور روحانی رفعت و عظمت اور ان کی قومی و ملکی خدمات جلیلہ کا اندازہ کرنا زیادہ دشوار نہیں -

ولادت:

حضرت شاہ سلیمان پھلواروی رح صاحب کے جدامجد حضرت سید حکیم محمد محبوب عالم شاہ صاحب قادری رح تھے، اور آپ کے والد ماجد حضرت شاہ محمد داؤد صاحب جو فیض آباد میں شاهی طبیب تھے - ١٨٥٨ء میں آپ کا مستقل قیام پھلواری میں هوا، پھلواری عظیم آباد پٹنہ سے ملحق ایک قدیم اور مشہور مردم خیز بستی ہے، جس کی خاک سے هر دور میں علماء و مشائخ اور شعراء پیدا هوتے رہے هیں (١) -

شاہ سلیمان پھلواروی رح کا خاندان اسی پھلواروی کا ممتاز اهل علم و فضل گھرانا تھا، انھوں نے اسی سرزمین میں آنکھیں کھولیں تھیں اور قمری حساب سے پیدائش کا مہینہ محرم تھا، وہ دسویں تاریخ دن گذار کر شب کو پیدا هوئے تھے، خاندانی روایات اور دینی ماحول کے سبب ان کی زندگی اسلام اور ملک و ملت کی سر بلندی کے لئے وقف هوچکی تھی، جہاد ملی کی لگن ان کو ورثہ میں ملی تھی۔

جامع شخصیت :

علوم دینیہ کے علاوہ اردو، فارسی اور عربی زباندانی اور شعر و ادبیہ منطق و فلسفہ اور تاریخ و عمرانیات نیز طب جدید و قدیم وغیرہ سارے علوم

١- [illegible] شاہ سلیمان

و فنون انھوں نے حاصل کئے تھے۔ اور اس دور کے ائمہ فن اور ارباب کمال سے حاصل کئے تھے، شیوخ حدیث کی تعداد تقریباً ساٹھ ہے(۱)، علوم باطنی کی تعلیم و تربیت بھی اپنے عہد کے باکمال بزرگوں سے پائی تھی۔ پہلے اپنے خسر اور مرشد شاہ نصیر پھلواروی، پھر مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادیؒ اور آخر میں حضرت حاجیؒ صاحب مہاجر مکی سے خلافت و اجازت پائی، ۱۳۰۴ھ میں جب حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے تو وہاں کافی عرصہ تک حاجی صاحب کی خدمت اقدس میں رہے، مثنوی کے درس میں شریک ہوئے، فیوض و برکات اور توجہات خصوصی سے سرفراز ہوئے، اجازت و خلافت پائی، نیز احسان و تصوف کے وہ تمام سلاسل جو برعظیم میں اور بیرون ملک رائج ھیں انھوں نے اکابر شیوخ سے حاصل کئے تھے، اس طرح وہ علوم ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے جامعیت کے مالک تھے(۲)۔

به علم و عمل، عالمے بے مثال - به صدق و صفا، فرد بے اشتباہ

سحرالبیان خطیب :

وہ اپنی بے مثال خطابت اور روح پرور وعظ و تقریر کے اعتبار سے سارے برعظیم میں یگانۂ عصر تھے، اپنے عہد کے عبقری، اور نابغۂ روزگار سمجھے جاتے تھے، ان کی سحرالبیانی اور شعلہ نوائی ضرب المثل تھی۔ بات بات پر کوئی نشتر کی طرح چبھتا ہوا شعر، پھر مثنوی کے سوز و گداز اور ترنم، کی وجد آفرینی اس پر مزید ہوتی، سامعین وعظ سنتے تھے، سر دھنتے تھے، روتے تھے، تڑپتے تھے اور اپنے گفتار و کردار کا محاسبہ کرتے تھے دل سینوں میں پگھلے ہوئے ہوتے تھے، فکر و خیال کی صورتیں نکھری ہوئی ہوتی تھیں، صراط مستقیم ڈھونڈنے میں یا پانے میں کوئی دیر نہ لگتی تھی، نہ جانے اس

۱۔ معارف اعظم گڑھ جولائی ۱۹۲۰ء۔

۲۔ شمس المعارف، ص ۴۴ مجموعہ مکاتیب از شاہ غلام حسنین پھلواروی، شاہ جعفر ندوی پھلواروی۔

طرح کتنی زندگیوں کی راہیں بدل گئیں، اور کتنوں کے اخلاق سنور گئے، وعظ و تذکیر کے جلسوں میں علماء بھی ہوتے تھے، صوفیاء و مشائخ بھی ہوتے تھے، جدت پسند بھی ہوتے تھے، رجعت پسند بھی ہوتے تھے، خواص وعوام سبھی ہوتے تھے، الغرض درد و شوق و اثر و گداز اور روحانیت کی دولت سبھی یکساں سمیٹتے تھے، اور ایک الجھ کسک سب کے دلوں میں اپنا گھر بنالیتی تھی(۱)۔

قبلہ شاہ سلیمان صاحب رح اپنے لئے انداز بیان اتنا سادہ اور الوکھا اختیار کرتے تھے کہ آدمی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا، دلائل و براھین کے پشتاروں کے عوض چند سادہ الفاظ میں جو باتیں انھوں نے ایک جلسے میں کہیں وہ ایسی ہیں کہ ہمیشہ کے لئے سامع کے ذہن و فکر پر مرتسم ہوکر رہ جائیں۔

دوسرے الفاظ میں شاہ سلیمان پھلواروی رح صاحب ایک وسیع النظر عالم، روشن ضمیر درویش خدامست، اور مقتدر رہنمائے ملت بزرگ ہی نہیں تھے، بلکہ ماہر تعلیم کی حیثیت سے بھی ان کا مقام بلند تھا، علی گڑھ یونیورسٹی، ندوہ، اسلامیہ کالج پشاور، شمس الہدیٰ پٹنہ، طبیہ وھاجیہ کالج لکھنو، تکمیل العلوم کانپور، اسلامیہ کالج لاھور، انجمن حمایت اسلام لاھور، وغیرھم کتنے چھوٹے بڑے مدارس دینی، اسکولوں اور کالجوں کے قیام و استحکام میں شریک دخیل رہے، علمی درسگاھوں اور تعلیمی اداروں نیز فلاحی انجمنوں سے گہری دلچسپی لیتے رہے(۲)۔

صوفیاء کی اصلاح :

ہمارے حضرت شاہ مرشدنا سید اسدالرحمن قدسی صاحب مدظلہ کے مرشد و مقتدا

۱۔ مضامین۔ معارف اعظم گڑھ، صدق لکھنو، منادی دھلی اور روزنامہ ھند جدید۔ کلکتہ جون جولائی ۱۹۳۵ء۔

۲۔ مقالات سلیمانی از شاہ غلام حسنین پھلواروی صاحب۔

حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواروی صاحب رح کو اپنے دور کے تمام نہاد صوفیہ، صوفیوں اور مشائخ زادوں کی اصلاح کی فکر بھی شروع ہی سے لاحق تھی۔ آپ کی ذات گرامی بجائے خود ایک ادارۂ طریقت اور درسگاہ تصوف و احسان تھی۔ نصف صدی سے بھی زیادہ عرصہ تک انھوں نے ملک و ملت کی خدمت میں ہمہ تن سرگرم و مصروف ہو کر عملاً یہ بتا دیا کہ ایک سرخیل تصوف، اور ایک امام طریقت اور اہل نظر کی زندگی کیسی اور کیا ہونی چاہئے۔ ان کی تعلیم ''محبت'' تھی اور ان کی تحریک ''محنت''۔ یہی سبب تھا کہ ہر مکتب فکر کے لوگوں، قدیم و جدید میں یکساں مقبول و محترم نیز مخدوم تھے، اور مختلف و متضاد عناصر کے درمیان ان کی شخصیت مرکز اتحاد و یگانگت تھی(۱)۔

ما حصل یہ کہ آپ بقول   عبادت بجز خدمت خلق نیست

به تسبیح و سجادهٔ و دلق نیست

کا اعلیٰ مصداق تھے، باربار انھوں نے یہ نکتہ ذہن نشین اور دل نشین کرانے کی کوشش کی کہ در اصل چیز خدمت خلق ہے(۲)

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

ہر کہ خود را دید او محروم شد!

وفات:

حضرت شاہ سلیمان صاحب نے ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو جمعہ کے دن صبح کی نماز کے وقت رحلت فرمائی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان کی ساری زندگی ایک نمونہ تھی، تمام علماء کے لئے بھی اور صوفیاء کے لئے بھی۔ انھوں نے ترک دنیا کبھی نہیں کیا رہبانیت سے بہت دور رہے، عام بندگان خدا سے

۱۔ ماہنامہ حقائق لکھنو ۱۹۳۵ء، الرضوان (عربی) لکھنو ۱۹۳۵ء۔

۲۔ مقالہ :۔ ''اقبال اور شاہ سلیمان پھلواروی''، ماہنامہ روحی کراچی، از سید حسن مثنیٰ ندوی پھلواروی

کپڑے کو کبھی نہ رہے اور اپنے آپ کو بت بھی کبھی بننے نہ دیا، نہ ان کے عادات و معمولات مبارکہ میں تکلف تھا نہ ہی تصنع، نہ طبع مبارک میں تقشف اور زہد کا شائبہ، ہر خورد و کلاں سے خندہ پیشانی سے ملتے، چھوٹوں کو ہمیشہ آگے بڑھاتے، گفتگو اور خطوں میں جابجا تخاطب کا انداز ایسا تھا کہ جیسے بڑے آدمی کو مخاطب کر رہے ہوں، حضرت شاہ صاحب جتنے بڑے عالم، جتنے بڑے عارف اور جتنے بڑے دینی، سیاسی اور روحانی مقتدر راہنما تھے، اتنے ہی سادہ مزاج، قلندرمشرب، بے لوث و بے نفس، خلیق و دردمند، اور زندہ دل بزرگ تھے۔

نظر بلند، و سخن دل‌نواز و جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

ارشادات ’ملفوظات، مکاتیب کی روشنی میں:

”زندہ بلی مردہ شیر سے بہتر ہے“

”پیری و مریدی بمعنوں مملوک و مالک کہیں نہیں لکھی، عوام سمجھتے ہیں کہ مرید نے اپنے آپ کو پیر کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے، یہ باتیں کتاب و سنت کے موافق نہیں ہیں جس کے قبضۂ قدرت میں ہم ہیں اسی نے ہم جاں بازوں کو خرید کیا ہے“۔

”تو اے عزیز! حقیقت یہ ہے کہ حافظ و جامی رح کے کسی شعر کے معنوں و مطالب یا ظاہر آیات قرآنی و احادیث سے کوئی نکتہ یا لطیفہ پیدا کرنا حقائق و معارف نہیں حقائق ومعارف وہ ہیں جو سیرالی اللہ اورسیرفی اللہ میں مدرکات ہوتے ہیں“۔

”شکر گزاری کی عملی صورت یہی ہے کہ جس پر خدا کا کرم ہو، وہ اس کے بندوں پر کرم کرے۔ اور شکر گزاری کی بدولت نعمت بالائے نعمت پائے“۔

* * * *

''بزرگوں کا ہاتھ چومنا مستحب ہے بعض صحابہ‌رض نے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بلکہ قدم مبارک بھی چوما ہے، اور حضرت عمررض کا ہاتھ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے چوما تھا، اور حضرت علی‌رض نے اپنے چچا حضرت عباس‌رض کا ہاتھ چوما،، (شمس المعارف ؛ ص ۸ مکتوب بنام صاحبزادہ شاہ غلام حسنین پھلواروی‌رح)

''سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔ علم ہنر اور حکمت سمندر ہے، علماء ہنر کے کنارے گھومتے رہتے ہیں، حکماء و فلاسفہ بیچ سمندر میں غوطے کھاتے رہتے ہیں اور عارفین مزے سے نجات کی کشتیوں میں سیر کرتے پھرتے ہیں،، ایضاً(ص۔ ۱۲۹ مکتوب بنام شاہ عزیز فریدی‌رح۔)

''سالک کو سلوک کے درمیان جو ادراکات ہوتے ہیں وہ چار طرح سے ہیں ۔ رویت، معاملہ، واقعہ، مکاشفہ۔

(۱) رویت : اس کو کہتے ہیں جو گہری نیند میں واقعات معلوم ہوتے ہیں ۔

(۲) اور معاملہ : وہ ہے جو بین النوم و الیقظہ دیکھا جاتا ہے ۔ اور

(۳) واقعہ : وہ ہے کہ اذکارو اشغال کی مشغولی میں جو بے خودی ہوتی ہے اس حالت میں دیکھا جائے ۔ اور

(۴) مکاشفہ : وہ ہے کہ جو بے مشغولی اذکار و اشغال بے خودی واقع ہو، اور اس میں دیکھا جائے۔ الہام اس کے ماوراء ہے (ایضاً ص۔ ۲۰۷ مکتوب بنام عبدالغفور بنگلوری)۔

♦♦♦♦